بخاری اپنے آبا کی نشانی مجلس احرار اسلام زندہ رکھے ہوئے ہیں اور ہر آن تحفظ ختم نبوت کے میدان میں مرزائی ملعونوں کے مقابلہ میں کوہِ استقامت بن کر ڈٹے ہوئے ہیں سید عطاء المحسن بخاری نے ۱۹۷۶ء میں ربوہ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی جامع مسجد احرار تعمیر کی اور ربوہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے ان کی امامت میں نمازِ جمعہ ادا کی ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے ۔ باپ فاتح قادیان بیٹا فاتح ربوہ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ جی کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے ——— آمین !

سید طلحہ میر گیلانی

چو کفر از کعبہ برخیزد ...

یہ نظم اُن چند فریب خوردہ رہنماؤں کے نام ہے جنھوں نے حصولِ اقتدار کی دُھن میں مسجدوں کو مقفل کر دیا ہے اور اسلامی آئین کی خاطر لادینوں اور دہریوں کو ساتھ لے کر نئے سفر پر نکلے ہیں ۔

عدوئے دینِ احمد کچھ فقیہانِ حرم نکلے
لٹیرے اپنے گھر کے اپنے ہی اہلِ کرم نکلے
مقفل ہو گئی مسجد تلاشِ جاہ و منصب میں
ولی میں جن کو سمجھا تھا طلبگارِ حشم نکلے
نہیں پروا ہمیں کچھ سامراجی ناخداؤں کی
شہادت کی وہ منزل ہے جہاں تیغِ ستم نکلے
کبھی اس ملک میں ہم دہریت آنے نہیں دینگے
انہیں کہہ دو جو ملّا لے کے ہیں اپنا دھرم نکلے
اُسی ساعت میرے اسلام کو لوٹا لٹیروں نے
کہ جس دم عابدوں کی آستینوں سے صنم نکلے
فریبِ دشمناں کھا کے جنہوں نے دیں کو چھوڑا تھا
پھر آیا وہ زمانہ اُن پہ ہی جور و ستم نکلے

چھپایا میر شرما کے انہوں نے منہ کو چادر میں
جو دیوانے رسول اللہ کا لے کر علَم نکلے

اعلان

امیرِ شریعتؒ کی شخصیت پر مقابلہ مضمون نویسی کے لئے بہت سے مضامین موصول ہوئے ۔ آئندہ شمارہ میں انعامات حاصل کرنے والے قلم کاروں کے نام شائع کئے جائیں گے ۔

"ادارہ"

ترتیب
شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

"مردِ آزاد الگ اپنا جہاں رکھتا تھا"

شاہ جی زندگی کے ہر شعبے کے لوگوں میں یکساں مقبول تھے۔ علماء، وکلاء، طلباء، صحافی، ادیب، شاعر، مدیر، امیر، غریب کوئی بھی تو ایسا نہ تھا جو شاہ جی کی عظمت کا معترف نہ ہو۔ آپ کو خراجِ تحسین پیش کرنے والے چند شعراء کا منتخب کلام ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

شورش کاشمیری؛

خاکِ طیبہ کے مسافر کی دُعا یاد آئی
غائب از چشم بخاری کی صدا یاد آئی

جب کبھی اس کی خطابت کا تصوّر باندھا
قرنِ اوّل کے خطیبوں کی ادا یاد آئی

دُور تک جرأتِ گفتار کی بجلی کوندی
دیر تک شوخیٔ نقشِ کفِ پا یاد آئی

شورشؔ اس کشمکشِ دہر کے ویرانے میں
ایک محبوب قلندر کی ادا یاد آئی

بسمل سعیدی دہلوی؛

باطل پسند ہوتا تو بڑا سودمند تھا
وہ مردِ باخدا تو مگر حق پسند تھا

اُس ساحرِ کلام کے ایک ایک لفظ میں
اک قلزمِ معانی و مفہوم بند تھا

دار و رسن کے پنجۂ خونیں سے بے نیاز
محبوب اس کو سلسلۂ قید و بند تھا

ہم اور اس کی موت کے شایانِ شانِ غم
اس کا مقام و مرتبہ بسملؔ بلند تھا

حفیظ تائب؛

لب پہ توحید کے نغمات رواں رہتے تھے
دل میں عشقِ شہِ لولاکؐ نہاں رکھتا تھا

کوئی خواہش نہیں رکھتا تھا بجز خدمتِ دیں
اِس تمنّا کو بہر حال جواں رکھتا تھا

روشِ اہلِ جہاں کا وہ نہیں تھا پابند
مردِ آزاد الگ اپنا جہاں رکھتا تھا

اس کے پاؤں میں نہ آئی کبھی لغزش تائبؔ
راہ میں گرچہ کئی سنگِ گراں رکھتا تھا

حبیب جالب،

ایک طرف توپوں کے دہانے ایک طرف تقریر
زنداں میں بھی ساتھ رہی آزادی کی توقیر
خوشبو بن کر پھیلی تیرے خوابوں کی تعبیر
ٹوٹ گئی زنجیر

تجھ سے پہلے عام کہاں تھی دار و رسن کی بات
چاروں جانب چھائی ہوئی تھی محکومی کی رات
اپنے بھی تھے ظلم پہ مائل بیگانوں کے ساتھ
آگے بڑھ کر تو نے بدل دی ہم سب کی تقدیر
ٹوٹ گئی زنجیر

ارشد ملتانی؛

جس کے لبوں پہ رقص کناں تھے علوم و فکر — آتا ہے یاد فنِ خطابت کا شہر یار
لرزاں تھا جس سے کفرِ سیاست قدم قدم — وہ مردِ حق پرست وہ عالم وہ ذی وقار

عاصی کرنالی،

ذرا بلند ہوئی تھی وہ ایک موجِ صدا — تمام اثاثۂ عہدِ فرنگ ڈوب گیا
جو فکرِ قوم نے پہنا عمل کا جامہ کبھی — ہے اس میں عزمِ بخاری کا کارنامہ بھی ؏
ہم سے خاک آلودگاں کو جسم و جاں دیتے رہے — شاہ جی قبروں پہ جا جا کر اذاں دیتے رہے
خطۂ ارضِ وطن اک مشترک تعبیر ہے — شاہ جی کا خونِ دل بھی شاملِ تعمیر ہے

اسلم انصاری؛

اس کی آواز نے ظلمت کا جگر چاک کیا — جبرِ افرنگ میں جرأت کا اجالا تھا وہ
عکس در عکس تھی اس حسنِ تکلم کی بہار — آئینہ خانۂ کردار میں یکتا تھا وہ

عابد صدیق؛

جس کے بیاں سے لرزہ بجاں شوکتِ فرنگ — جس کی زباں میں کوثر و تسنیم کا تھا رنگ